عقیدہ لائبریری
www.aqeedeh.com

یہ کتاب عقیدہ لائبریری سے ڈاؤن لوڈ کی گئی ہے.

www.aqeedeh.com/ur/

E-mail: book@aqeedeh.com

بعض مفید اسلامی ویب سائٹس:

www.aqeedeh.com	www.islamic-forum.net
www.sadaislam.com	www.khatm-e-nubuwwat.com
www.zekr.tv	www.kitabosunnat.com
www.kalemeh.tv	www.muhammadilibrary.com
www.ahlehaq.org/hq	www.islamqa.info/ur
www.islamhouse.com	www.quran-o-sunnah.com
www.eeqaz.com	www.deeneislam.com
www.tauheed-sunnat.com	www.nadwatululama.org

داستان کربلا

حقائق کے آئینہ میں

بقلم

ڈاکٹر احمد حسین کمال

(برصغیر کے معروف اہل قلم و تاریخ اسکالر)

شائع کردہ

مجلس حضرت عثمان غنیؓ

کورنگی نمبر ۶ کراچی

(خود پڑھیں، علماء کو پڑھائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۲ رجب ۶۰ ہجری کو امیر المومنین حضرت معاویہؓ کا انتقال ہو گیا۔۔۔ ۲۸ رجب ۶۰ ہجری کو امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہو گئی۔۔۔ شعبان ۶۰ ہجری میں حضرت حسینؓ اہل و عیال سمیت مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لے آئے اس وقت حضرت حسینؓ کی عمر ۵۵ سال کی تھی۔

کوفہ میں رہنے والے شعبان علی کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ مدینہ سے مکہ آکر مقیم ہو گئے ہیں تو انہوں نے آپ کے پاس یکے بعد دیگرے قاصد پر قاصد روانہ کرنے شروع کر دیئے کہ "آپ کوفہ تشریف لے آئیں۔ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔"

حضرت حسینؓ نے صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے اپنے تایا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ کوفہ میں رہنے والے شیعان علی کے پیغامات اب بھی برابر آرہے تھے حتی کہ ساٹھ کوفیوں کا ایک وفد بہت سے خطوط لے کر آپ کے پاس پہنچا۔

بعث اهل العراق الى الحسين الرسل والكتب يدعونه اليهم فخرج متوجها" اليهم فى اهل بيته وستين شخصا" من اهل الكوفته صبحته (البدایۃ والنہایۃ ص ۱۶۵ ج ۸)

یہ عربی عبارت امام ابن کثیرؒ کی مشہور عربی تاریخ "البدایۃ والنہایۃ" سے ماخوذ ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اہل عراق (کوفہ) نے حضرت حسینؓ کے پاس متعدد پیغام بر اور بکثرت خطوط بھیجے کہ آپ کوفہ آجائیں چنانچہ حضرت حسینؓ اپنے اہل بیت کو لے کر ساٹھ کوفیوں کی معیت میں کوفہ روانہ ہو گئے"۔

منگل کے دن ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ (۶۰ ہجری) کو حضرت حسینؓ مکہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس وقت تک امیر یزید کی خلافت کو قائم ہوئے تقریباً" چار ماہ ہو چکے تھے۔۔۔ اور امیر یزید کے ہاتھ پر ماسوا حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور کوفہ کے چند سو آدمیوں کے، شام، عراق، مصر اور عرب کے تمام مسلمان بیعت کر چکے تھے۔۔۔ ان بیعت کرنے والوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ۱۸۹ ☆ صحابہ کرامؓ شامل تھے جو اس وقت حیات تھے۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اصحابی کالنجوم بایهم اقتدتیهم اهتدتیم یعنی میرے صحابہؓ آسمان ہدایت کے ستارے ہیں جس کا دامن تھام لو گے تمہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا۔ اگر یزید کی خلافت درست نہ ہوتی (یعنی شریعت کے مطابق نہ ہوتی) تو صحابہ کرامؓ اسکی بیعت نہ کرتے اور اسکی خلافت کو تسلیم نہ کرتے۔ شریعت میں ایک صحابی کا فعل بھی حجت ہوتا ہے اور یہاں تو پوری صحابہؓ کی جماعت ہے۔ جب صحابہ کرامؓ یزید کی ولی عہدی اور خلافت پر متفق ہو گئے تھے تو پھر یہ اتفاق اس بات کی دلیل اور ثبوت ہے کہ یزید کے فسق و فجور اور ظلم و ستم کے بارے میں تمام پروپیگنڈے جھوٹ اور دشمنان صحابہؓ کے وضع کردہ ہیں۔

جب حضرت حسینؓ اپنے قافلہ کے ساتھ موضع زرود پہنچے تو، وہاں آپ کو معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں قتل ہو گئے ہیں۔ اس سانحہ کی اطلاع سے آپ دل برداشتہ ہوئے اور واپس مکہ چلا جانا چاہا۔ لیکن جو ساٹھ کوفی ساتھ تھے انہوں نے اصرار کیا کہ آپ ضرور کوفہ چلیں۔ مسلم بن عقیل کی بات اور تھی آپ کی حیثیت دوسری ہے۔ کوفہ کے شیعان علی آپ کا ساتھ ضرور دیں گے۔ موضع زرود مکہ سے کوفہ جانے والے راستہ پر ۱۸ ویں منزل پر واقع ہے اور مکہ سے اس منزل تک کی مسافت ۴۵۹ عربی میل ہے۔

مسلم بن عقیل کی وفات کی خبر سن کر اور کوفیوں کی سابقہ بے وفائیوں، غداریوں کا احساس کر کے حضرت حسینؓ اسی مقام پر رک گئے۔ جو کوفی آپ کو مکہ سے لے کر آئے تھے وہ کوفہ چلنے پر اصرار کرتے رہے اور آپ جانے میں تردد فرماتے رہے۔

کوفہ کی حکومت کو جب حضرت حسینؓ کے موضع زرود میں رک جانے کی اطلاع ملی تو صورت حال معلوم کرنے کے لئے عمر بن سعد اور شمر بن ذی الجوش کو ایک دستہ کے ساتھ آپ کے پاس بھیجا۔

عمر بن سعد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حضرت سعدؓ کے بیٹے تھے۔ حضرت سعدؓ آنحضرتؐ کی والدہ آمنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ شمر ذالجوشؓ حضرت علیؓ کے سالے تھے۔ ان کے چار بھانجے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان بھی حضرت حسینؓ کے ساتھ قافلہ میں موجود تھے۔

ان دونوں یعنی عمر بن سعد اور شمر نے حضرت حسینؓ سے ملاقات کی اور آپ کا ارادہ و منصوبہ معلوم کیا۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا:

"میں کوفیوں کے بلانے اور اصرار کرنے پر کوفہ آرہا تھا۔ ان کے یہ سینکڑوں خطوط میرے پاس مکہ میں آئے اور متعدد قاصد بھی زبانی پیغامات لاتے رہے۔ میں نے اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو دریافت حال کے لئے کوفہ بھیجا تھا۔ ساٹھ کوفی جو اب میرے ساتھ ہیں، مسلم کا خط لے کر میرے پاس آئے کہ کوفہ آجائیں، اہل کوفہ بے تابی سے آپ کے منتظر ہیں چنانچہ میں ان ساٹھ کوفیوں کے ساتھ میں کوفہ کے لئے روانہ ہو گیا۔۔۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ کوفیوں نے

مسلم بن عقیل کو دھوکہ سے قتل کرا دیا۔ اس لئے اب میرے سامنے یہی چارہ کار رہ گیا ہے کہ شام چلا جاؤں اور یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنا معاملہ طے کر لوں۔"

عمر بن سعد نے کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو اس صورت حال سے اور حضرت حسینؓ کے ارادہ سے مطلع کر دیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے قبلت کہہ کر منظوری دے دی۔۔ اور ساتھ ہی احتیاطاً" عمر بن سعد اور شمر بن ذالجوشن کو ایک دستہ کے ساتھ حضرت حسینؓ کے قافلہ کے ہمراہ جانے کا حکم دیا تاکہ جو کوفی حسینی قافلہ کے ساتھ ہیں وہ آگے چل کر حضرت حسینؓ کو کسی اور راستہ کی طرف نہ لے جائیں یا کہیں اور شرارت نہ کھڑی کر دیں۔ تاہم یہ دستہ حسینی قافلہ سے ذرا فاصلہ پر رہ کر چلا۔

مقام واقصہ سے حضرت حسینؓ نے کوفہ جانے والی راہ چھوڑ دی اور آپ القرعا اور مغیثیہ کی منزلوں سے ہوتے ہوئے دمشق کی راہ پر چل پڑے۔۔ ۹ محرم کی شب کو العذیب اور قصر مقاتل کی منزلیں طے کر کے آپ نے الطف کی سرسبز و شاداب زمین میں کربلت کے مقام پر جہاں پانی کے چار چشمے بہتے ہیں قیام فرمایا۔ اسی کربلت کو کرب و بلا کے معنی پہنانے کے لئے کربلا بنا دیا گیا۔ کربلت عربی میں مرطوب جگہ کو کہتے ہیں۔۔۔ کربلت دریائے فرات سے بیس میل دور اور کوفہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

دوسرے دن حضرت حسینؓ کے ہمراہی کوفیوں نے اصرار شروع کیا کہ آپ دمشق نہ جائیں اور اپنی خلافت کا اعلان کر کے اپنے والد کی طرح اہل شام سے جنگ کریں۔۔ آپ نے اس سے انکار کیا' حتی کہ آپ نے یہاں تک فرمایا:۔

"افسوس تمہیں لوگ ہو جنھوں نے میرے والد حضرت علیؓ کو دھوکہ میں رکھا اور شہید کر دیا۔ میرے بھائی حضرت حسنؓ کو زخمی کیا اور مایوس بنایا۔ اور میرے عم زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بلا کر قتل کرا دیا۔ سچ ہے جو بھی تمہارے دھوکہ میں آجائے وہ بڑا احمق ہے۔" (جلاء العیون' طبری)

ساٹھوں (۶۰) کوفی یہ سمجھ گئے کہ اب حضرت حسینؓ کا ان کے قابو میں آنا مشکل ہے لیکن ان سے جدا ہونا ابن زیاد کی گرفت میں پڑ جانا ہے جو یقیناً عبرت ناک سزا دے کر

رہے گا' ابن زیاد کا فوجی دستہ بھی ساتھ میں ہے اس لئے ان سب نے باہم صلاح و مشورہ کر کے عصر و مغرب کے درمیان کیمپ میں ہنگامہ برپا کرنے اور قافلہ حسینی کے تمام افراد کو ہلاک کر کے رات کی تاریکی میں بھاگ نکل جانے کا منصوبہ بنایا۔

چنانچہ عصر کی نماز کے بعد یہ سب کے سب ایک دم حضرت حسینؓ اور ان کے اہل بیت کے خیمہ پر ٹوٹ پڑے اور حضرت حسینؓ سمیت کئی افراد کو قتل کر ڈالا۔ خیمہ میں شور برپا ہو گیا' بچے' عورتیں وغیرہ خیمہ سے باہر نکل آئے۔ کچھ لوگ دفاع اور جوابی کارروائی کرنے لگے۔

اس شور و غل اور ہنگامہ کی آواز دور محافظ دستے نے بھی سنی۔ حرؓ' شمر اور عمر بن سعد حسینی کیمپ کی طرف دوڑے۔ شام کا جھٹ پٹا ہو چکا تھا۔ ان سب نے اگرچہ تمام کے تمام کوفیوں کو گھیر کر اور پکڑ پکڑ کر قتل کر ڈالا' ایک آدھ ہی بچ کر نکل بھاگنے میں کامیاب ہو سکا لیکن افسوس اس دوران حضرت حسینؓ کئی زخم کھا کر شہید ہو چکے تھے۔۔۔ ان کے صاحبزادے علی اکبر اور عبد اللہ بھی قتل ہو گئے تھے۔

حضرت حسنؓ کے تین صاحبزادے عبد اللہ' قاسم اور ابوبکر بھی قتل کر دیئے گئے تھے۔۔۔ عبد اللہ بن جعفر کے لڑکے عون اور محمد بھی مارے گئے تھے۔۔۔ اور حضرت عقیلؓ کے چاروں لڑکے جعفر' محمد عبدالرحمان' عبداللہ اور عبداللہ ثانی بھی مارے جا چکے تھے۔ یعنی جب تک عمر بن سعد' شمر بن ذالجوش اور حر خاندان علیؓ کو کوفیوں کے حملہ سے بچانے کے لئے دوڑ کر پہنچے تو اس خاندان کے اکیس افراد حضرت حسینؓ سمیت شہید کئے جا چکے تھے۔ حر بھی کوفیوں کو مارتے ہوئے ایک کوفی کے وار سے قتل ہو گئے۔

یہ المناک سانحہ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء بدھ کے دن پیش آیا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ سانحہ ۱۰ صفر کو کربلت کے بجائے نینوا کے مقام پر پیش آیا۔

بہرحال عمر بن سعد اور شمر نے خاندان علی کی نعشوں کو اکٹھا کیا ان کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کو نہایت احترام کے ساتھ دفن کر دیا۔ البتہ کوفیوں کی لاشوں کو وہیں پڑا رہنے دیا۔ بلکہ دستہ کے بعض سواروں نے انہیں پامال بھی کیا' تاکہ عبرت کا سامان بن جائیں۔ خاندان علی کے بچے کچے افراد و خواتین کو کوفہ لا کر آرام سے رکھا۔۔۔ جو لوگ زخمی ہو

گئے تھے ان کا علاج کیا۔

کوفہ میں بعض شیعان علی نے خفیہ طور سے ان حضرات سے ملاقات کی۔ اپنی ہمدردیاں جتائیں' انہیں شام جانے سے روکنا چاہا اور مشورہ دیا کہ مکہ چلے جائیں لیکن حضرت حسینؓ کے صاحبزادے زین العابدین نے جنہیں زخمی کر کے کوفی سمجھتے تھے کہ مر چکے ہیں مگر خوش قسمتی سے زندہ بچ گئے تھے اور اب کوفہ میں ابن زیاد' عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن کی سرپرستی و دیکھ بھال میں علاج کرا رہے تھے فرمایا:۔

میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے ہی میرے پدر بزرگوار کو خطوط لکھ کر اور فریب دے کر بلایا اور ان سے جنگ کر کے انہیں مار دیا۔

اے غدارو! اے مکارو! میں ہرگز تمہارے فریب میں نہیں آؤں گا۔ ہرگز تمہارے قول و قرار پر اعتبار نہیں کروں گا۔ میرے باپ اور میرے اہل خانہ ابھی کل تمہارے مکر سے قتل ہوئے ہیں۔ میں اسے نہیں بھول سکتا ہوں۔ (شیعہ کتاب' جلاء العیون باب ۵ فصل ۱۵)

یہ ہی جواب سیدہ زینب نے دیا۔۔ آپ نے یہاں تک کہا کہ:

کہ تم ہمارے پاس گریہ و ماتم کرتے ہوئے آئے ہو حالانکہ تم نے ہی ہمیں قتل کرایا ہے' جاؤ یہ عار کا دھبہ اب رونے سے زائل نہیں ہو سکتا۔ (حوالہ بالا)

فاطمہ بنت حسینؓ نے بھی یہ ہی زجر و توبیخ کی۔

خاندان علیؓ کے افراد کچھ عرصہ کوفہ میں گورنر ابن زیاد کے مہمان رہے۔ پھر پوری حفاظت اور آرام کے ساتھ دمشق روانہ ہو گئے جہاں ایک مدت تک ان سب نے خلیفہ یزید کے محل میں قیام کیا۔ امیر یزید کے ہاتھ پر بیعت کی اور مدینہ واپس آکر جوار رسولؐ میں حسب سابق رہنے لگے۔

خلیفہ یزید نے اپنے والد حضرت معاویہؓ کے طریقے کے مطابق حضرت حسینؓ کے صاحبزادے علی المعروف زین العابدین اور دوسرے افراد خاندان کے بیش بہا وظیفے مقرر کر

دیئے۔ اور یہ حضرات نہایت اطمینان و آرام کے ساتھ کئی پشتوں تک ان وظائف پر زندگی بسر کرتے رہے۔

پس منظر

حضرت حسینؓ جب شہید ہوئے تو ان کی عمر ۵۵ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔۔۔ جوانی کا عہد گزر گیا تھا اور بڑھاپا آچکا تھا۔

حضرت حسینؓ اس غدارانہ سلوک کو اچھی طرح دیکھ چکے تھے۔ جو شیعان علی نے ان کے والد حضرت علیؓ کے ساتھ کیا تھا۔

ان شیعان علی نے حضرت علیؓ کو کبھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ سے لڑایا تو کبھی حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کے خلاف کھڑا کیا۔۔۔ اور پھر خود یہ شیعان' حضرت علیؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ آپ پر کفر کا فتویٰ عائد کیا۔ نہروان پر حضرت علیؓ کے خلاف جنگ کی حتی کہ چھپ کر ایک دن حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کیا جس سے حضرت علیؓ کی موت واقع ہو گئی۔

حضرت علیؓ کے بعد یہ ہی سلوک ان شیعان نے حضرت حسنؓ کے ساتھ کیا۔۔۔ پہلے آپ کو اپنے والد حضرت علیؓ کا جانشین بنا کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔۔۔ پھر کچھ دن بعد آپ کی توہین کی' آپ پر حملہ کیا' آپ کی ران زخمی کر دی اور آپ کا سامان لوٹ لیا۔

چنانچہ حضرت حسنؓ نے ان کے اس طرز عمل سے بد دل و مایوس اور بیزار ہو کر اپنے نانا' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی' کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر حسینؓ اور اپنے تمام اہل خاندان سمیت بیعت کر لی۔

اس دوران شیعان علی نے خفیہ طور سے دونوں بھائیوں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو حضرت معاویہ کے خلاف ورغلانے اور بغاوت پر آمادہ کرنے کی کئی بار کوششیں کی۔۔ لیکن دونوں بھائیوں نے سختی کے ساتھ ان کی بات کو رد کر دیا۔

حضرت معاویہؓ نے دونوں بھائیوں حسنؓ اور حسینؓ اور ان کے تمام اہل خاندان کے لئے ان ہی کی خواہش کے مطابق زیادہ سے زیادہ وظیفے مقرر کر دیئے۔

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔۔۔ حضرت معاویہؓ رسول اللہ کے سالے تھے۔ اس نسبت سے حسنؓ و حسینؓ حضرت معاویہؓ کے

بھی نواسے ہوتے تھے۔ اس رشتہ کے علاوہ اور بھی رشتہ داریاں تھیں جو دونوں خاندانوں میں پہلے سے چلی آرہی تھیں اور بعد میں بھی جاری رہیں مثلاً" حضرت حسینؓ کی ایک بیوی آمنہ (یعلی) بنت میمونہ بنت ابو سفیان حضرت معاویہؓ کی بھانجی تھیں۔ حضرت حسینؓ کی ایک بھتیجی ام محمد بنت عبداللہ بن جعفر کا نکاح حضرت معاویہؓ کے فرزند و جانشین خلیفہ یزید کے ساتھ ہوا تھا۔۔۔ یعنی ایک رشتہ سے حضرت حسینؓ یزید کے بہنوئی ہیں اور ۔۔۔ دوسرے رشتہ سے خلیفہ یزید حضرت حسینؓ کے داماد ہیں۔

دراصل یہ شیعان علی' قاتلان عثمانؓ کا ہی گروہ تھا جو حضرت علیؓ کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ آپ کو خلیفہ بنایا اور خلافت کا مرکز مدینہ سے منتقل کرا کر کوفہ لے آیا۔۔۔ اور بجائے اس کے کہ حضرت علیؓ کی خلافت کو مستحکم بننے دیتا' انہیں کبھی حضرت عائشہؓ' حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے لڑوا ڈالا اور کبھی صفین کے مقام پر حضرت معاویہؓ سے جا لڑایا۔

جب حضرت علیؓ نے چاہا کہ صلح و صفائی کے ساتھ معاملات طے ہو جائیں' تو ان شیعان علی نے اپنے بنائے ہوئے خلیفہ حضرت علیؓ کے خلافت بغاوت کر دی اور بالاخر سازش کر کے ایک دن حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کیا جس سے آپ جاں برنہ ہو سکے۔

حضرت علیؓ کے بعد ان شیعان نے حضرت علیؓ کے بڑے صاجزادے حضرت حسنؓ کو ان کا جانشین خلیفہ بنا کر باپ کے بعد بیٹے کی ولی عہدی کی رسم قائم کی۔

پھر اسی گروہ نے حضرت حسنؓ کے ساتھ بھی سرکشی شروع کر دی' آپ کی اہانت کی' آپ کو زخمی کیا' آپ کا سامان لوٹا' جسم پر سے کپڑے تک نوچ کر اتار لئے' حتیٰ کہ گھر میں عورتوں کے سامان و لباس تک پر دست درازیاں کیں۔ بالاخر حضرت حسنؓ نے یہ ہی مناسب سمجھا کہ ان قاتلان عثمان سے جو شیعان علی بن کر ہماری آڑ میں اپنا تحفظ بھی کر رہے ہیں' ہمیں ہمارے بھائیوں اور بزرگوں سے لڑانے میں بھی لگے ہوئے ہیں اور جب چاہتے ہیں ہمارے ساتھ بھی بدسلوکی اور شرارت سے باز نہیں آتے ہیں' نجات حاصل کی جائے اور حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انہیں مسلمان امت کا متفقہ خلیفہ بنا دیا جائے تاکہ وہ قاتلان عثمان کو کیفر کردار تک پہنچائیں اور ان کی شرانگیزیوں سے امت کو بچائیں۔

واقعات

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی المناک شہادت کے سانحہ نے امت مسلمہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ ان مسلمانوں پر مشتمل تھا جو حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانا چاہتا تھا۔ اور دوسرا حصہ ان مسلمانوں کا تھا جن میں قاتلین عثمان مل جل گئے تھے اور انہیں مسلمانوں کے پہلے گروہ سے لڑاتے رہنے کی کارروائیوں میں مصروف تھے۔

حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جنگوں کی اصل وجہ یہ ہی تھی۔۔۔ صفین کی جنگ کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان صلح ہو گئی۔۔۔ قاتلین عثمان کے لئے یہ صورت حال خطرناک تھی۔ وہ ابتداء سے حضرت علیؓ کے ساتھ شامل معاملات حکومت پر حاوی چلے آرہے تھے' اس صلح کے بعد وہ حضرت علیؓ سے باغی ہو گئے اور بالاخر ایک [illegible] کے [illegible]۔ ان باغیوں کے ایک فرد نے حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ حضرت علیؓ اس حملہ سے جاں بر نہ ہو سکے اور اسی شام فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت علیؓ کے بڑے صاجزادے حضرت حسنؓ ان تمام حالات کو شروع سے دیکھتے چلے آرہے تھے قاتلان عثمان کے ارادوں سے واقف ہو چکے تھے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی وفات اور تدفین کے بعد لوگ حضرت حسنؓ کے پاس مسجد میں جمع ہو گئے اور ان کی بیعت کی تو آپ نے فرمایا:

کہ جان لو کہ امیر المومنین کو تم نے ہی قتل کیا ہے۔ (الاخبار الطوال' دینوری)

ان باغیوں نے حضرت حسنؓ کے ان الفاظ کو سنا' تو ان کو یہ امید منقطع ہونے لگی کہ وہ آپ کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ ایک سفر کے دوران جب آپ ساباط پہنچے تو ان میں سے ایک نے تو حضرت حسنؓ پر اچانک حملہ کر دیا اور آپ کے نیچے سے مصلیٰ کھینچ لیا۔ آپ کے کندھے سے چادر کھینچ لی اور آپ کے ملبوسات لوٹ لئے۔

حضرت حسنؓ نے بنی ربیعہ اور بنی ہمدان کو مدد کے لئے پکارا اور ان کی مدد سے آپ کی جان بچی۔ لیکن وہاں سے روانہ ہو کر جب حضرت حسنؓ کا قافلہ مدائن کی طرف چلا تو

اس گروہ کے ایک فرد جراح بن قبیصہ نے جھاڑی کی آڑ سے حضرت حسنؓ پر بھالے کا وار کیا اور ان کو زخمی کر دیا۔ حضرت حسنؓ زخموں سے نڈھال ہو گئے۔ اور مدائن میں علاج کرانے کے لئے ٹھہر گئے۔ (طبری' یعقوبی' اخبار الطوال)

ان واقعات سے اور اپنے والد کے ساتھ کئے گئے سلوک سے حضرت حسنؓ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ (شیعان علی) ہمارے خاندان کی خلافت نہیں چاہتے بلکہ ہمیں استعمال کر کے مسلمانوں کو باہم لڑاتے رہنا چاہتے ہیں تاکہ اسلام اور مسلمان ختم ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے عبداللہ بن عامر کے ذریعہ' حضرت معاویہؓ کو صلح کا پیغام بھیج دیا اور اپنے اہل خاندان سمیت حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اس طرح وہ طویل اور افسوسناک نزاع ختم ہو گیا جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد قاتلین عثمان نے اپنے تحفظ کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان برپا کر رکھا تھا۔ قاتلین عثمان کے گروہ کے نرغہ سے جو اپنے آپ کو شیعان علی کہتے تھے' آپ نے خود کو اور اپنے اہل خانہ کو نکالا اور مدینہ منورہ جا کر قیام پذیر ہو گئے۔

امر خلافت جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری کے آخر سے معطل ہو گیا تھا اور مسلمان دو حصوں میں بٹ گئے تھے' حضرت حسنؓ کے اس اقدام سے ۴۱ ہجری کے شروع میں ۵ سال بعد پھر بحال ہو گیا اور امت ایک ہی خلیفہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں متحد ہو گئی۔ (اخبار الطوال اور طبری وغیرہ کتب تاریخ)

قاتلین عثمان' مسلمانوں کے اس اتحاد سے مایوس نہیں ہوئے بلکہ حضرت علیؓ کے اہل خاندان و بنی ہاشم کی نئی نسل کو خلافت کے مسئلہ پر اکسانے کی کوشش کرتے رہے چنانچہ حجر بن عدی کے ہمراہ ان لوگوں نے حضرت حسنؓ پر زور دیا کہ اپنا فیصلہ بدل کر حضرت معاویہؓ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں لیکن حضرت حسنؓ نے سختی کے ساتھ انکار کر دیا۔ (اخبار الطوال' طبری)

یہ مفسد لوگ پھر حضرت حسینؓ کے پاس گئے اور انہیں آمادہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے بھی کہہ دیا کہ ہم بیعت کر چکے اور عہد دے چکے ہیں۔ اب بیعت توڑی نہیں جا سکتی"۔ (اخبار الطوال' یعقوبی)

حضرت معاویہؓ قاتلین عثمانؓ قاتلان علیؓ اور فتنہ بازوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کیفر کردار تک پہنچانے لگے' چنانچہ حضرت معاویہؓ کے ڈر سے قاتلوں کے بہت سے ساتھی روپوش ہو گئے۔

حضرت معاویہؓ نے یہ محسوس کر کے ان کے بعد خلافت کے سوال پر مسلمانوں کے درمیان پھر کوئی نزاع نہ اٹھ کھڑا ہو' اپنی وفات سے پیشتر مسلمانوں اور اہل مدینہ سے مشورہ و استصواب رائے کر کے اپنے بیٹے یزید کے لئے جانشینی کی بیعت عام لے لی۔

چونکہ مملکت اسلامیہ کا بہت بڑا حصہ بلکہ غالب اکثریت والا حصہ اب بلاد عجم پر مشتمل تھا اور اہل عجم اسی حکمران کی اطاعت کرتے تھے جو حکمران کے خاندان کا ہو' اس کا بیٹا ہو یا اس کے خاندان کا فرد ہو۔۔۔ نیز بنی ہاشم اور ان کے حامیوں کی طرف سے خلافت کے استحقاق کے دعویٰ نے نئے خلیفہ کے مشورہ عام سے منتخب ہونے کے امکانات معدوم کر دیئے تھے اور منصب خلافت کو ایک نزاعی امر بنا دیا تھا' اس لئے حضرت معاویہؓ نے اپنی زندگی میں ہی اپنی جانشینی کے مسئلہ کو طے کر دینا مناسب خیال فرمایا۔ اور اس وقت زندہ تمام اصحاب رسول و ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ اور پوری مملکت کے عوام سے استصواب کر کے امیر یزید کی ولی عہدی کی بیعت عام لے لی۔

اس دوران کوفہ میں رہنے والے قاتلان عثمانؓ کے گروہ کے افراد نے حضرت حسینؓ سے خفیہ ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔۔۔ حضرت حسنؓ فوت ہو چکے تھے اور یہ لوگ آکر حضرت حسینؓ کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

حضرت معاویہؓ کو ان باتوں کا پتہ چلا تو آپ نے حضرت حسینؓ کو خط لکھ کر اس صورت حال پر متنبہ کیا تو حضرت حسینؓ نے جواب میں لکھا کہ:۔

میں نہ آپ سے لڑنا چاہتا ہوں اور نہ آپ کی مخالفت کے درپے ہوں۔ (اخبار الطوال)

۶۰ ہجری میں حضرت معاویہؓ کی وفات ہو گئی آپ کے بعد امیر یزید جانشین ہوئے اور خلافت کی بیعت شروع ہوئی۔ مدینہ میں جب بیعت لینا شروع ہوا اور حضرت حسینؓ کو بلایا گیا تو آپ نے مدینہ کے گورنر سے کہا کہ:۔

مجمع عام میں بیعت کی جائے۔۔۔ وہیں میں بھی بیعت کر لوں گا۔ (طبری' اخبار الطوال)

لیکن دوسرے دن آپ مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ہمراہ آپ کی ہمشیرگان' ام کلثوم' زینب' آپ کے برادران ابوبکر' جعفر اور عباس اور آپ کے برادر زادگان یعنی

فرزندان حضرت حسنؓ بھی تھے۔ البتہ آپ کے ایک بھائی محمد بن حنفیہؒ اور بہت سے اہل خاندان ساتھ نہیں گئے۔۔ مدینہ کے گورنر اور حکام نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور حضرت حسینؓ کو ان کے اہل خانہ کے ساتھ مکہ چلا جانے دیا۔

راستہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ملے' پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ جواب دیا مکہ جا رہا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ☆ نے کہا کہ کہیں کوفہ کے شیعان علی کے پاس تو نہیں جا رہے ہو؟ ان لوگوں نے آپ کے والد اور آپ کے بھائی کے ساتھ جو سلوک کیا اسے یاد رکھئے اور ان کے فریب میں نہ آیئے گا۔ (اخبار الطوال)

کوفہ کے شیعان علی کو جب یہ معلوم ہوا کہ حسینؓ یزید کی بیعت کئے بغیر مدینہ سے مکہ آ گئے ہیں تو انہوں نے سلیمان بن صرد کے گھر بیٹھ کر مشورہ کیا اور عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن دراک سلمی کے ہاتھ اس مضمون کا خط حضرت حسینؓ کو بھیجا کہ

آپ کوفہ آئیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اور یہاں کے حاکم نعمان بن بشیر کو جو انصاری ہے نکالدیں گے۔

حضرت حسینؓ کے پاس صبح یہ دونوں قاصد پہنچے اور شام کو مزید دو قاصد پچاس پچاس

☆ ان کے علاوہ متعدد اکابر صحابہؓ نے حضرت حسینؓ کو کوفہ جانے سے منع فرمایا۔ ثقہ مورخین نے صحابہ کرامؓ کی نصیحتوں کے فقرات نقل کئے ہیں جو انہوں نے حضرت حسینؓ کے اقدام خروج پر ان کو کہیں:

○ حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا تھا:۔

"اپنے دل میں خدا سے ڈرو' اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور اپنے امام (خلیفہ یزید) کے خلاف خروج نہ کرو"(۱)

○ حضرت ابوواقد اللیثیؓ نے ان کی روانگی کے بعد راستے میں جا کر ان کو روکا اور فرمایا:۔

"میں نے انہیں اللہ کا واسطہ دلایا کہ خروج نہ کریں' کیونکہ جو بے وجہ خروج کرتا ہے وہ اپنی جان کھو دیتا ہے"(۲)

○ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:۔

"میں نے حسینؓ سے گفتگو کی اور کہا کہ خدا سے ڈرو اور آدمیوں کو آدمیوں سے نہ مرواؤ" (۳) (البدایہ والنھایہ، ج ۸، ص ۱۶۳)

○ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے بیٹوں اور گورنر مکہ کے بھائی نے حضرت حسینؓ کو روکنے کی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد کہا:۔

"اے حسین! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ تم جماعت سے خارج ہو رہے ہو' اور امت میں تفرقہ ڈلوا رہے ہو۔ حالانکہ وہ سب ایک بات پر (یعنی یزید کی خلافت پر) مجتمع ہو چکے ہیں" (البدایہ والنھایہ)

خطوط جن پر دو دو چار چار اشخاص کے دستخط تھے لیکر پہنچ گئے۔ مضمون ایک ہی تھا کہ کوفہ تشریف لایئے اور بیعت لیجئے۔

غرضیکہ ہر روز صبح و شام کوفہ سے آنے والے قاصدوں کا تانتا بندھ گیا۔ حضرت حسینؓ نے ان تمام خطوط کو بحفاظت رکھا اور اپنے بھائی مسلم بن عقیل کے ذریعہ ایک خط اہل کوفہ کے نام جواب میں بھیجا کہ

ان آمدہ خطوط کی تصدیق ہو جائے۔ (اخبار الطوال)

بعد کے واقعات اور انجام آپ شروع میں پڑھ چکے ہیں

اصل حقیقت

حضرت حسینؓ کا قتل ان کوفیوں نے کیا جو آپ کو مکہ سے لیکر آئے تھے' اس کا ثبوت طبری کی اس روایت سے مل جاتا ہے جس میں اس حادثہ کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تقریر کا ذکر ہے۔

طبری حصہ چہارم باب ۱۲ کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے قتل حسینؓ کے سانحہ کی اطلاع پاکر اہل مکہ کے سامنے یہ تقریر کی تھی:

"اہل عراق میں اکثر بدکردار اور غدار ہیں' ان میں اہل کوفہ بدترین ہیں۔ حسینؓ کو انہوں نے اس لئے بلایا کہ ان کی مدد کریں گے۔ جب وہ ان کے پاس چلے گئے تو ان سے لڑنے کھڑے ہو گئے........ واللہ حسینؓ یہ بات نہیں سمجھے کہ اس انبوہ کثیر میں ان کے مخلص ساتھی بہت تھوڑے ہیں۔"

حضرت حسینؓ کے بقیہ اہل خاندان نے بھی ان کے قتل کا الزام کوفیوں پر ہی عائد کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی کوفیوں کی غداری کو ہی قتل کا موجب بتایا۔ اور اس وقت کی پوری اسلامی دنیا نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا' چنانچہ جن لوگوں اور گروہوں نے اس زمانہ میں کسی وجہ سے خلافت کے خلاف بغاوت کی ان میں سے کسی نے بھی خلیفہ یزید یا اس کے عمال پر حضرت حسینؓ کے قتل کی ذمہ داری عائد نہیں کی۔

حضرت حسینؓ کی شہادت محرم ۶۱ ہجری میں ہوئی تھی۔ دو سال بعد ' ۱۴ ربیع الاول ۶۳ ہجری کو خلیفہ یزید فوت ہو گئے' اس دوران کسی طرف سے بھی یہ الزام نہیں لگایا گیا کہ حضرت حسینؓ کے قتل میں خلافت کے حکام کا ہاتھ تھا۔

خلیفہ یزید کے بعد ان کے صاحبزادے معاویہ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کرنا چاہی۔ معاویہ نے مجلس شوریٰ سے کہا کہ وہ خود کو اس منصب کے لئے اہل نہیں پاتے اس لئے مسلمان باہم مشورہ سے کوئی بہتر شخص منتخب کر لیں' عارضی طور پر وہ کچھ عرصہ سربراہ مملکت کا کام انجام دیتے رہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو ۳ ذی قعدہ ۶۴ ہجری میں جابیہ کے مقام پر حضرت مروانؓ کے ہاتھ پر عوام نے بیعت خلافت کی۔ محرم ۶۵ ہجری تک یہ بیعت مکمل ہو گئی۔

خلیفہ یزید کی وفات سے حضرت مروانؓ کے خلیفہ ہونے تک دو سال کی مدت بنتی ہے' اس مدت میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا دعوی خلافت اور خوارج کی جنگیں جاری رہیں۔ لیکن قتل حسینؓ کے متعلق اس دوران بھی کوئی آواز ایسی نہیں اٹھی جس میں خلیفہ یزید یا نبی امیہ کو اس قتل کا ذمہ دار گردانا گیا ہو' حالانکہ حضرت مروانؓ کی خلافت کے قیام تک حضرت حسینؓ کے قتل کے واقعہ کو ۴ سال گزر چکے تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ابھی زندہ تھے' اور اپنی خلافت کے مدعی تھے' رمضان ۶۵ ہجری میں مختار ثقفی نامی ایک شخص کوفہ میں آیا اور اس نے خون حسینؓ کے انتقام کا خفیہ پروپیگنڈہ شروع کیا۔ طبری نے لکھا ہے کہ مختار اور اس کے خاندان والے شیعان علی میں شامل تھے۔ مختار کا چچا سعد بن مسعود حضرت علیؓ کی طرف سے مدائن کا حاکم تھا۔

حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہو کر مدائن آئے اور راستہ میں آپ کو آپ کے دستہ کے ایک آدمی نے زخمی کر دیا تو اسی مختار نے اپنے چچا اور دوسرے شیعان علی سے کہا کہ حسنؓ کو باندھ کر حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دینا چاہئے تا کہ حضرت معاویہؓ سے منصب و عزت حاصل کی جا سکے لیکن اس کے چچا نے انکار کر دیا تھا۔ (طبری حصہ چہارم باب ۱)

مورخ طبری نے اپنی تاریخ کے حصہ چہارم' باب ۱۳ میں بتایا ہے کہ حضرت حسینؓ نے

جب مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا تھا تو وہ کوفہ میں اس مختار کے گھر میں ہی اترے تھے--- مختار زیادہ تر اپنے گاؤں لقفامیں رہتا تھا۔ مسلم اور ہانی جب قتل ہو گئے تو عبداللہ بن زیاد نے مختار کو بلا کر اس شبہ میں گرفتار کر لیا تھا کہ مسلم اور ہانی کے قتل وفتنہ کا موجب یہی شخص معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش پر اور اس یقین دہانی پر کہ وہ اب شرارت نہیں کرے گا اس کی رہائی عمل میں آئی (حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے گھر میں مختار کی بیٹی تھی) لیکن یہ شخص خفیہ طور پر حضرت ابن زبیرؓ کے پاس پہونچا اور انہیں ورغلانے کی کوشش کی۔ بعد میں ناکامی کی وجہ سے یہ حضرت ابن زبیرؓ کے حلقہ میں شامل ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد بعض جنگوں میں حصہ لیکر علیحدہ ہو گیا۔

مختار نے رفتہ رفتہ خفیہ طور سے ایک گروہ اکٹھا کر لیا اور آخر کار سن ۶۶ ہجری میں حضرت حسینؓ کے قتل کے چھ سال بعد خون حسینؓ کے انتقام کا نعرہ اس نے بلند کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف جنگ شروع کر دی۔

اب بھی الزام نبی امیہ اور خلیفہ یزید پر نہیں لگایا گیا' بلکہ صرف خون حسینؓ کے انتقام کا نعرہ بلند کیا گیا۔

مختار مسلسل حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرتا رہا اور ان کی عملداری میں شرارت پھیلاتا رہا' تا آنکہ حضرت ابن زبیرؓ کی فوج کے ہاتھوں مارا گیا۔

خون حسینؓ کے انتقام کا یہ سیاسی نعرہ' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بعد اموی حکومت کی مخالفت میں موڑ دیا گیا۔ اور پھر جس گروہ نے اور جس شخص نے بھی مسلمان حکومتوں میں خروج و بغاوت کے لئے کمر باندھی' اس نے قتل حسین کے نعرہ کو ہی اپنا منشور بنایا۔ اس کے بعد ہی اس واقعہ سے متعلق وہ تمام قصے اور کہانیاں گھڑی گئیں جو آج تک شیعہ اور سنی فرقوں میں مشہور چلی آ رہی ہیں۔ اگرچہ اہل سنت کے محقق علماء نے ہمیشہ ان گھڑے ہوئے قصوں کا رد کیا ہے اور بہت سے اہل علم و تحقیق شیعہ عالموں نے بھی ان قصوں کو جھوٹا اور من گھڑت بتایا ہے۔ بہر حال

یہ ہے کربلا کی سچی اور تاریخی داستان

احمد حسین کمال

انتباہ: واقعہ کربلا کے ضمن میں کوفیوں کی سازش اور فریب کو حق و باطل یا اسلام و کفر کی آویزش قرار دینا حضرات صحابہؓ اور زمانہ خیر القرون کی پوری مسلم قوم پر بدترین بترا ہے۔ اہل سنت کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے ورنہ اعمال صالحہ برباد ہو جائیں گے۔ یہ مت بھولیں کہ اگر یہ کفر و اسلام کا مقابلہ ہوتا تو پھر اس معاملہ میں حضرت حسینؓ تنہا نہ ہوتے بلکہ صحابہؓ سمیت پوری امت مسلمہ ان کے ساتھ ہوتی اور پھر کفر و فسق کی حکمرانی ایک آن بھی قائم نہیں رہ سکتی تھی!

واضح رہے کہ یزید کے فسق و فجور اور ظلم و جوار کی داستانیں---- یہ سب بعد کی پیداوار ہیں۔ حضرت حسینؓ کے ذہن میں ان کا کوئی تصور نہیں تھا ورنہ ان کا اپنے ابتدائی موقف سے رجوع کر کے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ کیا کفر و فسق کے ساتھ اس طرح کی مصالحت و اطاعت اختیار کی جا سکتی ہے؟

فرمان نبوی ﷺ

نبی ارحم ﷺ نے اپنے بعد بہت سے خلفاء کی پیشین گوئی فرمائی ہے جن میں وہ بارہ قریش خلفاء بھی شامل ہیں جن کے ذریعے سے اسلام کی سربلندی سے متعلق آپ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اطلاع کے مطابق ارشاد فرمایا: "اسلام ہمیشہ غالب و سربلند رہے گا' بارہ خلفاء تک جو سب قریش ہوں گے" (مسلم 'بخاری و ابوداؤد)

شارحین کرام نے مندرجہ بالا حدیث میں وارد خلفاء اسلام کی تفصیل بتلاتے ہوئے پانچویں خلیفہ کے طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور چھٹے خلیفہ کی حیثیت یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کو شمار کیا ہے (ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر'ص ۸۴ وسید سلیمان ندوی سیرت النبی ص ۲۰۴ 'جلد ۳)

لہذا جو لوگ (بالخصوص "عاشقان رسول" اور سلسلہ تصوف کے علمبردار حضرات) مخالفت یزید کے جوش سے مغلوب ہو کر یا شیعی پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر یزید کو فاسق و فاجر اور ظالم و جابر گردانتے ہیں وہ غیر شعوری طور پر مندرجہ بالا حدیث رسول ﷺ کی تکذیب کر رہے ہیں انہیں اس معصیت سے توبہ کرنی چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ

نوٹ: یہ رسالہ عام مسلمانان اہل سنت و الجماعت کے عقائد و عمل متعلقہ واقعات کربلا کی اصلاح کے لئے دوبارہ طبع کروایا گیا ہے۔ اہل فکر و مخیر حضرات سے استدعا ہے کہ وہ اسے مزید چھپوا کر تقسیم کروائیں۔ جزاک اللہ